مواعظِ اختر
نمبر
۵۱

طوفانِ گمراہی سے بچنے کا راستہ



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظِ اختر
نمبر ۵۱

طوفانِ گمراہی سے بچنے کا راستہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: طوفانِ گمراہی سے بچنے کا راستہ

نامِ واعِظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدِّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء بروز جمعہ

مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

موضوع: دین اہل اللہ کی صحبت سے محفوظ ہوتا ہے، رسومات کا مقابلہ

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر



طوفانِ گمراہی سے بچنے کا راستہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(سورۃ اٰل عمران، آیت:۱۰۲)

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْہَا زَوْجَہَا وَبَثَّ مِنْہُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ○

(سورۃ النسآء، آیت ۱)

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○

(سورۃ الاحزاب، آیات ۷۱،۷۰)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

((اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَئُوْنَۃً))

(مشکوٰۃ المصابیح (قدیمی)، کتاب النکاح، ص ۲۶۸)

مؤمن کی شان

نفس کی، معاشرہ کی، شہر والوں کی، صوبہ والوں کی، ملک والوں کی حتیٰ کہ بین الاقوامی رسومات کا مقابلہ کر کے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنا یہ مؤمن کی شان ہے جیسے شیر دریا کے دھارے

کے خلاف تیرتا ہے تو مومن کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میری برادری میں یہ طریقہ ہے، مؤمن کبھی یہ نہیں پوچھتا کہ برادری کا کیا طریقہ ہے، ہمارے خاندان میں یہ رسم کس طرح ہوتی ہے، یہاں تک کہ صوبہ سے بھی نہیں پوچھتا، ملک سے بھی نہیں پوچھتا، برطانیہ وامریکا کے کھانے پینے کے طور وطریقے اور شادی بیاہ کے طور طریقے نہیں پوچھتا بلکہ اگر کسی چیز پر بین الاقوامی اجماع ہوجائے کہ ساری دنیا کا بین الاقوامی اصول یہ طے کرلیا گیا ہے کہ اب اس رسم ورواج پر ساری دنیا کو چلنا پڑے گا تب بھی مومن یہ کہتا ہے کہ ہم اس کے پابند نہیں ہیں، ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ نبوت کے اور آپ نے جو ہمیں طرزِ حیات عطا فرمایا ہے اس کے پابند ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جینے کا طریقہ، خوشی منانے کا طریقہ، غم منانے کا طریقہ، شادی، بیاہ، عقیقہ وغیرہ جتنے مواقع ہیں ان میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے، اس حکم پر عمل کرنے کا نام ایمان ہے۔

آپ خود سوچ لیں کہ اگر ساری دنیا کا طریقہ ایک پلڑے میں رکھ دو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دو تو بتلاؤ کس کا وزن زیادہ ہوگا؟ مؤمن کی کیا شان ہے، اللہ کو کون سا طریقہ پسند ہوگا؟ جب ہمیں اللہ نے پیدا کیا تو اس کی مرضی کے خلاف کرنے کا مخلوق کو کیا حق ہے؟ جینے کا طریقہ تو زندگی دینے والے کے اختیار میں ہے، زندگی ہمیں کون دیتا ہے؟ اللہ۔ تو جس نے زندگی دی ہے اس کی مرضی کے خلاف ہم اپنی مرضی سے جینے کا طریقہ طے کرلیں کہ نہیں ہم خاندان یا برادری کے کہنے پر چلیں گے یا اپنے نفس کے کہنے پر چلیں گے، کتنی بڑی بے وفائی اور جرم ہے۔ یہ ساری نافرمانیاں اسی لئے تو ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے نفس کے طریقہ پر چل پڑے تو مزا آئے گا مگر مزے کے ساتھ سزا بھی ہے۔ آج ہی میں نے کچھ دوستوں کو بتایا کہ

اخبارات میں جو عورتوں کی تصویریں آتی ہیں یا کہیں بھی کوئی عورت سامنے آجائے چاہے کاغذ پر ہو، تالاب یا دریا کے پانی کے عکس میں ہو یا ٹیلی ویژن پر آجائے، تو نہ عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ مرد کو دیکھے اور نہ مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ عورت کو دیکھے۔

نامحرموں سے پردہ کرنا واجب ہے

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا صحابی سے بھی اپنی بیویوں کو پردہ کروایا اور ارشاد فرمایا اِحْتَجِبَا تم دونوں پردے میں ہو جاؤ، ہماری ماؤں نے عرض کیا اَلَیْسَ ھُوَ اَعْمٰی کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ))

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قولہ عزّ وجلّ و قل للمؤمنات، ج:۲، ص:۲۱۲)

کیا تم دونوں نابینا ہو کیا تم ان کو دیکھتی نہیں ہو؟ آج ہمارا کیا حال ہے کہ ٹیلی ویژن کے سامنے تسبیح پڑھنے والی حجن اماں بھی بیٹھی ہیں اور تبلیغ کرنے والی بھی بیٹھی ہیں۔ خواتین کے لئے بالکل حرام ہے کہ وہ ٹیلی ویژن پر غیر مردوں کو دیکھیں اور مردوں کے لئے بالکل حرام ہے کہ وہ ٹیلی ویژن پر عورتوں کو دیکھیں۔ آج امت کہتی ہے کہ ہم پریشان ہیں، کوئی کہتا ہے کہ ہمیں رشتے نہیں ملتے، کوئی کہتا ہے کہ ہماری روزی میں برکت نہیں ہے، کوئی کہتا ہے کہ ہمارے قلب میں سکون نہیں ہے، اس کی وجہ بھی تو معلوم کرو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہم نے خود کو دور کر رکھا ہے، مچھلی کو اس کے مرکز پانی سے دور کر دیا جائے تو ساری دنیا اس کو سکون نہیں پہنچا سکتی۔

ہماری بے سکونی کی وجہ

ہماری روحوں کا مرکز اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، اگر ہم اللہ تعالیٰ کو راضی

نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے چین اور سکون کا خواب دیکھیں گے تو ہمارا یہ خواب کبھی تعبیر سے آشنا نہیں ہوگا، اردو میں کہتے ہیں کہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا لیکن ہم شرمندۂ تعبیر کہنے کے پابند نہیں ہیں، ہم اپنی دوسری اصطلاح میں بات کرتے ہیں کہ ہمارا یہ خواب تعبیر سے آشنا نہیں ہوگا۔ کیوں؟ اس لئے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ))

(مشکوٰۃ المصابیح، کتابُ النکاح، باب النظر الی المخطوبۃ، ص۲۷۰)

اللہ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کو دیکھتے ہیں اور لعنت کرے ان عورتوں پر جو بے پردہ پھرتی ہیں اور خود کو دِکھاتی ہیں۔

اب ذرا یہ بھی سوچئے کہ لعنت کے کیا معنی ہیں؟ تمام عربی لغت میں دیکھ لو کہ لعنت کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری۔ کیوں صاحب جب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہوجائے گی تو کیا ہمارے کام میں آسانی ہوگی؟ رزق میں برکت آئے گی؟ قلب میں سکون ملے گا؟ ذکر میں حلاوت ملے گی؟ ایمان کی تکمیل ہوگی؟ تقویٰ کی زندگی نصیب ہوگی؟ ایسے شخص کو نہ دنیا میں عزت ملے گی نہ آخرت میں۔ آج سارے انسان پریشان ہیں، بادشاہوں کے تخت و تاج سے لے کر وزارتِ عظمیٰ کی کرسیوں تک اور فیکٹری مالکان کے گھرانوں سے لے کر رومانٹک دنیا یعنی شراب و کباب کی مست دنیا تک بلکہ آج جھونپڑیوں تک میں نافرمانی کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کسی جھونپڑی سے بھی گذریں تو وہاں سے بھی گانے کی آواز آئے گی۔ آج سارے عالم میں گناہوں کی آگ لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا جلال الدین رومی کی قبر کو نور سے بھر دے کیسی بات فرماتے ہیں کہ میرے اللہ نے ہم کو اپنے نام لینے کا دستور نازل کر دیا۔ ہر جگہ دستور، دستور کی باتیں ہو رہی ہیں، ارے ہماری زندگی کا دستور اور اللہ کا نازل کیا ہوا

دستور اُذْ کُرُوا اللہ ہے جیسا کہ قرآن میں ہے۔ اس لیے ہمیں کسی اور دستور کی ضرورت نہیں تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے نام لینے کا دستور و قانون نازل کردیا۔

اذکروا اللہ شاہ ما دستور داد
اندر آتش دید و مارا نور داد

جب اللہ نے ہمیں شہوت کے معاشرہ کی آگ و گندگیوں میں دیکھا، ہمیں اس آگ میں پریشان اور تڑپتے ہوئے دیکھا تو اس کا علاج بتادیا کہ آگ کا علاج نور ہے، اگر اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ میں ٹھنڈک پہنچا سکتے ہیں تو اس معاشرہ میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے دلوں کو غم پروف کرسکتا ہے۔ مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا۔

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شعر کی تائید کی کہ۔

ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دو جہاں سے فراغت ملے

اے اللہ! تیری محبت کا ایک ذرّۂ غم اگر مجھے مل جائے تو دونوں جہاں کے غم سے نجات مل جائے۔

عاشقِ مجاز سکونِ قلب کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا

اللہ سے دور ہو کر دنیا میں عیش اور آخرت میں چین وسکون کا خواب دیکھنا خود کو دھوکہ دینا ہے۔

عشقِ بتاں میں اسعد کرتے ہو فکرِ راحت

دوزخ میں ڈھونڈتے ہو جنت کی خواب گاہیں

یعنی حسینوں کے عشق کے چکر میں پڑ کر تم راحت تلاش کرتے ہو؟ جس بات سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں اس بات سے چین کا خواب، لذت کا خواب دیکھتے ہو؟ یاد رکھو! عشقِ مجازی کے چکر میں پڑنے سے ہزاروں رسوائیاں، ذلتیں، اور پریشانیاں ہیں، صحتِ جسمانی بھی خراب، صحتِ روحانی بھی خراب اور معاشرہ میں بھی ذلت و رسوائی۔ جس سے اللہ رُخ پھیر لے اس کو کہیں سکون نہیں مل سکتا اور جس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی نظر کرم ہو جائے وہ دل بے شمار غموں میں بھی بے سکونی کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا، جس دل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر ہو وہ ہزاروں حوادث میں، ہزاروں غم میں بھی بے سکونی کا تصور بھی نہیں کرسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان ایسی ہے کہ جس دل پر ان کی نظر ہوتی ہے وہ دل مست و شاد رہتا ہے، اس دل کو دنیا پریشان نہیں کرسکتی کیونکہ جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے اور جس کو اللہ نہ رکھے اس کو ساری دنیا چکھے۔ یہ محاورہ میں نے بنایا ہے، آپ نے تو بچپن سے یہی محاورہ سنا ہوگا کہ جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے مگر اختر نے اس میں اضافہ کردیا کیونکہ یہ قرآن کی آیت تو نہیں ہے کہ جس میں مجھے اضافہ کا حق نہیں، یہ تو دنیاوی محاورات ہیں۔ تو جس کو اللہ نہ رکھے اس کو ساری دنیا چکھے۔ جس دل کو اللہ تعالیٰ نظرِ عنایت سے دیکھ لے وہ گلستان ہوجاتا ہے۔

جس طرف کو رُخ کیا تو نے گلستاں ہوگیا
تو نے رُخ پھیرا جدھر سے وہ بیاباں ہوگیا

جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائے وہ ائر کنڈیشن اور صوفوں میں، تخت و تاج میں بھی بے سکون و پریشان رہتا ہے، لاکھ بریانی اور شامی کباب کھاتے رہو لیکن دل پر غموں کے ہتھوڑے ہیں۔

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے

جناب ! یہ اس فقیر کا شعر ہے۔ آج کل جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر سینما، وی سی آر اور حسین عورتوں کے چکروں میں پڑتے ہیں ان کا یہی انجام ہوتا ہے، جو میں اپنے شعر میں پیش کر رہا ہوں۔ اگر دل میں تصویرِ بتاں آ گئی یعنی کسی حسین عورت کی تصویر آ گئی تو کیا ہوگا ؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشق مجازی کے مزے کیا لوٹے

یعنی دل پر پریشانیوں کے ہتھوڑے پڑیں گے اور مغز دماغ میں اللہ تعالیٰ اپنے عذاب کا کھونٹا داخل کر دے گا، اس کی نیند حرام ہو جائے گی۔ یہ میرا بہت پرانا شعر ہے بزبانِ ملّا رومانٹک شعر بھی سن لو۔ مگر یہ رومانٹک تو ہے مگر اصلاح کے لئے ہے، آپ کو بحرِ اٹلانٹک میں غرق ہونے سے میرے رومانٹک شعر بچا رہے ہیں، بِفَضْلِ اللہِ اللہ کی رحمت بھی شاملِ حال ہو، یہ شرط ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کو گڑگڑا کر مانگو

کیونکہ اگر خدا کی توفیق نہ ہو تو خود شیخ کی اولاد بھی ضائع ہو سکتی ہے، علماء کی اولاد بھی ضائع ہو سکتی ہے، ولی کے گھر میں شیطان پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ سے گڑگڑانا چاہیے، اگر اللہ کا فضل نہ ہو پھر کسی بافیض کا فیض بھی کام نہیں کرتا۔ اس لئے آپ حضرات کو سکون اور چین کی زندگی کی دعوت دی جاتی ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں جہان میں اللہ کے نام ہی سے اور ان کو راضی کرنے ہی سے چین ہے۔ اس کے لئے نہ تو الیکشن کی ضرورت ہے نہ کرسی کی ضرورت ہے، نہ ائرکنڈیشنوں کی ضرورت ہے، نہ حسین بیویوں کی ضرورت ہے، نہ نوٹوں کی گڈیوں کی ضرورت ہے، نہ بریانی و شامی کبابوں کی ضرورت ہے اس کے لئے ایک مصلیٰ، ایک تسبیح، ایک چٹائی اور

ایک بوریا چاہیے۔ توسکون کا اتنا سستا انتظام ہے اور پھر اللہ اس کے قلب کو ہفت اقلیم کی سلطنت سے زیادہ اپنے قرب کی لذت چکھا دیں گے ؂

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

لذّتِ خالقِ لذّاتِ کائنات

دوستو! اگر دل میں وہ مقام ابھی عطا نہیں ہوا تو ذرا عقل سے سوچ لو کہ جو خدا دنیا کے بادشاہوں کو تخت و تاج کی بھیک دیتا ہے، جو خدا لیلیٰ کے گالوں کو حسن و جذب دیتا ہے جس سے مجنوں پاگل ہو جاتا ہے، جو خدا بریانی و شامی کباب میں لذتِ لاجواب دیتا ہے جو اللہ ان ساری خلائق، ساری مخلوقات، ساری نعمتوں میں لذت کی بھیک دیتا ہے، عمدہ لباس، عمدہ مکان، شامی کباب، بریانی ساری نعمتیں دیتا ہے، سارے عالم کو، دونوں جہان کو یہاں تک کہ جنت کی نعمتوں کو بھی لذت دیتا ہے تو جس کے دل میں وہ لذت دینے والا خود آجائے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کا کیا عالم ہوگا۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ کا شعر یاد آیا ؂

جب کبھی وہ ادھر سے گذرے ہیں
کتنے عالم نظر سے گذرے ہیں

یعنی جب کبھی وہ دل سے گذرے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے اپنے نام میں دونوں جہان کی لذت کو رکھا ہے لیکن افسوس کہ ہم لوگ ہر وقت ہائے دنیا، ہائے دنیا، ہائے دنیا کرتے رہتے ہیں۔ ارے بھئی! کس کے گھر میں بوریا چٹائی نہیں ہے؟ کس کے گھر میں تسبیح نہیں ہے؟ مصلیٰ پر کتنا خرچہ آتا ہے، جس کے پاس مصلیٰ و تسبیح، قرآن شریف، مناجاتِ مقبول اور چٹائی کے لئے پیسے

نہ ہوں وہ مجھ کو خط لکھ دے۔ تصوف اتنا سستا ہے، اللہ کے قرب کی دولت اتنی آسان ہے۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہوکر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

آخر حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے کیا دیا کہ وہ ساری دنیا کے اولیاء اللہ کی طرف سے بیان کرتے ہیں۔ یہ مت سمجھئے گا کہ اختر محض دو تین اولیاء اللہ ہی کا نام لیتا ہے اور باقی سب کچھ نہیں ہیں۔ دنیا بھر کے اولیاء اللہ اس لذت سے آشنا ہیں لیکن ان کے پاس زبان نہیں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو زبان بھی عطا کر دیتے ہیں ورنہ اکثر کا حال ایسا ہوتا ہے۔

قیامت ہے ترے عاشق کا مجبورِ بیاں رہنا
زباں رکھتے ہوئے بھی اللہ! اللہ! بے زباں رہنا
یہ فیضانِ محبت ہے، یہ احسانِ محبت ہے
سراپا داستاں ہوتے ہوئے بے داستاں رہنا

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بوے آں دلبر چوں پرّاں می شود
ایں زبانہا جملہ حیراں می شود

جب اللہ تعالیٰ کی خوشبو عرشِ اعظم سے ان کے نام لینے والوں کو عطا ہوتی ہے تو جتنی زبانیں ہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کی تعبیر نہیں کرسکتیں کیونکہ زبانیں مخلوق ہیں، محدود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے، ان کی لذت بھی غیر محدود ہے لہٰذا مخلوق کی لغت اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کی تعبیر نہیں کرسکتی۔ شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ تہجد کے وقت کبھی کبھی یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

شاعری مدنظر ہم کو نہیں
وارداتِ دل لکھا کرتے ہیں ہم
ایک بلبل ہے ہماری راز داں
ہر کسی سے کب کھلا کرتے ہیں ہم
اُن کے آنے کا لگا رہتا ہے دھیان
بیٹھے بٹھلائے اٹھا کرتے ہیں ہم

ہر کسی سے طبیعت کہاں کھلا کرتی ہے، پہلے دل سے دل ملائے، طلب تو لائے، ہر ایک کو اللہ کی محبت کا شربت کیسے پلا دیں ؎

داستاں عشق کی ہم کس کو سنائیں آخر
جس کو دیکھو وہی دیوار نظر آتا ہے

بہت سوں کو دیکھتا ہوں کہ دل میں دنیا ہی کی طلب گھسی ہوئی ہے، روئے زمین پر کوئی ایسے بندے مل جائیں جو خدا سے یہ کہہ رہے ہوں ؎

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلبگار تیرا

اے خدا! اس روئے زمین پر کوئی بندہ آپ سے کچھ مانگ رہا ہے، کوئی کچھ مانگ رہا ہے اور میں آپ سے آپ ہی کو مانگتا ہوں۔

نسبت مع اللہ ناز کرنے سے نہیں ناز اٹھانے سے ملتی ہے

ایسے بندے اگر مل جائیں تو دیکھئے کہ پھر دل کیسے کھلتا ہے ورنہ غیر اللہ کے طالب ہو کر اللہ کی طلب گاری کے ماحول میں رہنے سے کیا ہوگا مگر جو اللہ سے روئے، گڑگڑائے تو اللہ اسے پاک کر دیتا ہے۔

بیس پچیس سال پہلے کی بات ہے، مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم

کی اس مجلس میں میں بھی موجود تھا، رات بارہ بجے کے بعد حضرت کے دل میں اللہ کی محبت کا مضمون تیز ہوگیا تو کچھ لوگ گھڑی دیکھنے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ آپ لوگ اٹھ کر چلے جائیں کیونکہ مجھ کو تو آدھی رات کے بعد ہی مضمون عطا ہوتا ہے، یہ فقیری ناز و نعمت سے نہیں ملتی، ناز و نعمت والوں کو فقیری نہیں ملتی، اللہ کی ولایت و دوستی اور اللہ کا خاص تعلق ایسے نہیں ملتا۔

ناز پر وردۂ تنعم نبرد راہ بدوست
عاشقی شیوۂ رندانِ بلاکش باشد

اللہ کے عاشقوں کا شیوہ تو اللہ پر جان قربان کرنا ہے، ناز و نعمت کا پلا ہوا اللہ کا راستہ طے نہیں کرسکتا لہٰذا آپ لوگ اٹھ کر چلے جائیں، پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا۔

داستاں عشق کی ہم کس کو سنائیں آخر
جسے دیکھو وہی دیوار نظر آتا ہے

یعنی اللہ کی محبت کا یہ عالی مضمون ہم دیواروں کو کیا سنائیں، خدا کی محبت تلاش کرنے والا کوئی مل جائے تو ان شاء اللہ اس کے سامنے اہل اللہ اپنا دل نکال کر رکھ دیں گے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی، بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میرے پاس کوئی اللہ کی محبت سیکھنے کے لئے آتا ہے اور وہ میرے بتائے ہوئے ذکر اور میرے بتائے ہوئے طریقہ سے کچھ دن میں صاحبِ نسبت ہوجاتا ہے، اللہ والا بن جاتا ہے، نفس اور شیطان کی غلامی سے نکل کر اللہ کی فرماں برداری کی حیات سے مشرف ہوجاتا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ مجھ پر فدا ہو، میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہی اس پر فدا ہوجاؤں۔ یہ بات میں نے مولانا شاہ محمد احمد صاحب سے سنی ہے، جس کو آج بیان کررہا ہوں، میری بہت سی باتیں کان سے ملتی ہیں، کتابوں سے نہیں ملتی ہیں یعنی یہ باتیں بزرگوں کی صحبتوں سے ملی ہیں، جو اس وقت کے

شیخ المشائخ ہیں۔ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب بھی ان کو شیخ المشائخ لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے بھی ان کو اپنا شیخ بنایا ہوا ہے۔

ایک مرتبہ بلگرام میں حضرت والا ہردوئی نے مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا بیان کروایا تو حضرت نے ایسے جوش اور گریہ وزاری کے ساتھ اللہ کی محبت کو بیان کیا کہ دوستو! کیا عرض کروں کہ اللہ والوں کی تقریر میں کیا اثر ہوتا ہے، سارا مجمع رونے لگا، پھر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ آج آپ لوگوں نے مولانا محمد احمد صاحب کا جو بیان سنا تو سمجھیں کہ آپ نے مولانا فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان سن لیا۔ یہ تھا شیخ کا فیض۔ تو یہ چیز ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ پیاس ہو تو پانی پلانے والے موجود ہیں اور پیاس نہ ہو مثلاً ڈبل نمونیا ہے، کھانسی آرہی ہے تو اس کو شربت روح افزا کون پلائے گا۔

الٰہ آباد میں مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا، میں اس مجلس میں موجود تھا، کہ ایک بزرگ خاموش بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پاس ایک آدمی آیا، پھر دو آگئے، پھر تین آگئے، پھر چار، چھ، دس آدمی آگئے اور سب خاموش بیٹھے ہیں، یہ بات مجھ سے مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم نے بیان فرمائی جو اس وقت ہندوستان کے شیخ المشائخ ہیں، بڑے بڑے علماء بھی ان سے فیض اٹھاتے ہیں اور دعائیں لیتے ہیں، تو فرمایا کہ دس بیس لوگ آگئے اور سب کو بڑا تعجب ہوا کہ آج تو بیان ہی نہیں ہو رہا ہے، اتنے میں ایک صاحب آئے اور ان کے بیٹھتے ہی حضرت کا مضمون شروع ہوگیا، اب سب کے دل میں خیال ہوا کہ ہم لوگ کیا تھے، کیا ہم لوگ کسی کھیت کی گاجر مولی تھے، ہمارے لئے یہ بیان کیوں نہیں شروع ہوا؟ ان بزرگ کو کشف ہوگیا۔

بزرگوں کے متعلق ایک مشرکانہ عقیدے کی اصلاح

جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو کشف کروادیتا ہے، کشف اپنے اختیار میں نہیں ہے، یہ عقیدہ بالکل باطل ہے کہ بزرگوں کو ہر بات کا علم ہوتا ہے، یہ مشرکانہ، کافرانہ عقیدہ ہے:

﴿لَا یَعۡلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ﴾

(سورۃ الانعام، آیت ۵۹)

اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا تو کشف بندہ کے اختیار میں نہیں ہے، جب اللہ چاہتا ہے ان کی رحمت سے ہوجاتا ہے، تو ان بزرگ نے جوش میں آکر فرمایا کہ جو شربت میں نے ہاتھی کے لئے گھولا تھا وہ بکریوں کو کیسے پلا دیتا۔ طلب کی بات ہوتی ہے، جس کے قلب میں طلب کا پیالہ بڑا ہوتا ہے، جو اللہ کی محبت کا بے انتہا پیاسا ہوتا ہے، اس کو بہت پلایا جاتا ہے، جیسے ایک صاحب نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شعر لکھا جو ''تربیت السالک'' میں چھپا ہوا ہے ؎

عشقِ حق کی آگ سے سینہ مرا بھر دیجئے

انجامِ حسنِ فانی

میں نے سوچا کہ ظالم کس قدر بڑا طالب ہے، ذرّہ نہیں مانگ رہا ہے، قطرہ نہیں مانگ رہا ہے، سینہ کے کسی گوشہ میں نہیں مانگ رہا ہے، کہہ رہا ہے کہ میرا سینہ بھر دیجئے۔ یہی کہتا ہوں کہ دنیا میں سب مردے ہیں، مُردوں سے دل مت لگاؤ، لڑکا ہو یا لڑکی ہو سب کی کمر جھک کر کمانی ہوجائے گی۔ میرا شعر ہے ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

گال پچکنے والے ہیں، جو آنکھیں صدہا تیر رکھتی ہیں ان آنکھوں سے کیچڑ بہنے والا ہے، ساڑھے گیارہ نمبر کا چشمہ لگے گا تو آنکھ وہ آنکھ معلوم نہ ہوگی، آپ غور سے بھی

دیکھیں گے کہ ہائے یہ وہی آنکھ تھی جس سے ہم مقتول ہو رہے تھے، جس کی آنکھ سے قتیل و مقتول تھے، آج اس کا کیا عالم ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کسی کے حسن پر فدا ہو گیا۔ یہ بدنظری ہے ہی ظالم اسی لئے تو بدنظری حرام ہے، شریعت نے نظر کو بلا وجہ تھوڑی حرام کیا ہے، ہم کو اللہ تعالیٰ نے مشقت سے بچایا ہے یہ اللہ کی رحمت ہے جس نے نظر بد کو حرام فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے چین سے سوئیں، سکھ کی زندگی گذاریں، آرام سے رہیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اس کی نیند حرام ہو گئی، پھر وہ اپنے وطن چلا گیا اور ہر مہینہ اس حسین کو خط لکھ رہا ہے کہ ہم تمہاری یاد میں تارے گنتے ہیں، آہ وزاری کرتے ہیں، اختر شماری کرتے ہیں، اختر شماری کے معنی ہیں تارے گننا، کہیں مجھے نہ سمجھ لینا۔ آہ وزاری کرتے ہیں، شب بیداری کرتے ہیں، چین نہیں ہے، نیند اڑی ہوئی ہے، تو یہ معشوق بھی ایسے ہی خواب لکھ دیا کرتا تھا۔ اسی طرح سے پانچ سال گذر گئے، سترہ سال کی عمر میں اس حسین کو دیکھا تھا، پانچ سال گذر گئے اور وہ بائیس سال کا ہو گیا تو وہ عاشق تھیلی میں سارے خطوط کی پوٹ بھر کے لے کر آیا اور جب دیکھا تو پانچ سال میں سارا جغرافیہ ہی بدلا ہوا ہے ؎

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

اب اس نے دیکھا کہ یا اللہ! یہ تو بڑی عجیب سی شکل ہو گئی ہے، میری وہ بندرگاہ کہاں گئی جہاں میں اپنے عشق کے جہاز کو لنگر انداز کرتا تھا، یہ تو شکل بگڑی ہوئی ہے، گالوں پر بے شمار بال ہیں، ڈاڑھی مونچھ بڑی بڑی ہو گئی تو اس نے مارے شرم کے اپنا عشق کا بھرم رکھنے کے لئے خطوط پڑھنا شروع کر دیئے گویا بزبانِ حال یوں کہہ رہا تھا ؎

دیکھا نہیں جاتا ہے مگر دیکھ رہا ہوں

یعنی حسن کا قبرستان دیکھنا آسان نہیں ہے، وہ حسن کا قبرستان بنا ہوا تھا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب اپنے عشق کا بھرم اور عزت رکھنے کے لئے خط پڑھنا شروع کردیئے کہ فلاں مہینہ میں ستمبر میں یہ ستم ہوا تھا اور دسمبر میں یہ ہوا تھا، تو وہ حسین سمجھ گیا کہ اب میری شکل بگڑی ہوئی اور میرے چہرہ کا بدلا ہوا جغرافیہ اس سے دیکھا نہیں جارہا ہے اس لئے نظر جھکا کر خط سے کام لے رہا ہے، بس دو ایک خط تو سنے اس کے بعد ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ ظالم یہ تو فراق وجدائی کے خط ہیں، جب میں سامنے ہوں تو اب مجھے کیوں نہیں دیکھتا، خواہ مخواہ بہانے بازیاں کررہا ہے، نیچے دیکھ رہا ہے کیونکہ اب دیکھا نہیں جاتا۔

دیکھا نہیں جاتا ہے مگر دیکھ رہا ہوں

عارضی حسن کا یہی انجام ہوتا ہے۔

نفسانی محبت کا انجام نفرت وعداوت ہوتا ہے

شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیاوی اور نفسانی محبتوں کا انجام نفرت اور عداوت ہے۔ اس کو خوب غور سے سن لو! میں جوانانِ چمن سے بھی خطاب کررہا ہوں، لہٰذا اس نے کہا کہ اب آپ کو کیسے دیکھوں۔ میں اس کا وہ جملہ نقل کررہا ہوں جو مولانا رومی نے مثنوی میں بیان کیا ہے، جب اس عاشق نے دیکھا کہ جغرافیہ بدلا ہوا ہے اور حسن کا قبرستان بن چکا ہے، نہ آنکھوں میں وہ کشش ہے، نہ گالوں میں وہ بات، لہٰذا اس نے کہا کہ بھئی! بات یہ ہے کہ تم تو وہی ہو اور چہرہ بھی وہی ہے، تالاب تو وہی ہے مگر اس میں پانی وہ نہیں ہے۔ یہ مولانا رومی کا جملہ ہے کہ تالاب تو وہی ہے جو پانچ سال پہلے تھا مگر اس کا پانی بدلا ہوا ہے۔ لہٰذا یہ چہرے ایسے تالاب ہیں جن کے پانی بدلتے

رہتے ہیں۔ ہر دس سال کے بعد جغرافیے بدلتے رہتے ہیں، اپنی زندگی کو ان پر ضائع مت کرو، دنیا میں ایک ہی دفعہ آنا ہے، یہاں اللہ ہی سے دل لگانا ہے اور حسنِ فانی سے دل بچانا ہے، اللہ سے دل لگانا اور حسینوں سے دل بچانا یہ خانقاہوں سے سیکھنا ہے، جہاں آپ کو مناسبت ہو وہاں سے سیکھو، یہ مت کہنا کہ میں آپ کو اپنی طرف دعوت دے رہا ہوں، میں اس معاملہ میں دعوت دینا ہرگز جائز نہیں سمجھتا ہوں کہ میری طرف آؤ، پتا نہیں کہ آپ کا روحانی گروپ کس سے ملتا ہے، لہٰذا اپنی مناسبت دیکھ لو کہ جہاں دل لگتا ہو وہاں تعلق قائم کرو کیونکہ اگر دل نہ لگتا ہو تو یہاں آنا بیکار ہے۔ میرے دوست ڈاکٹر عبدالسلام نے پچھلے جمعہ مجھے میرا ایک شعر یاد دلایا کہ جب آپ مناسبت کی بات کرتے ہیں تو آپ کا ایک شعر یاد آجاتا ہے ؎

آنکھ سے آنکھ ملی دل سے مگر دل نہ ملا
عمر بھر ناؤ پہ بیٹھے مگر ساحل نہ ملا

اگر آپ کو یہاں آکر اللہ کی محبت میں اضافہ محسوس ہوتا ہے، مزہ آتا ہے، دل ملتا ہے تو سبحان اللہ! اختر آپ کی خدمت کے لئے دل و جان سے تیار ہے اور اگر یہاں دل نہیں ملتا تو محلہ والوں یا دوستوں کی دیکھا دیکھی سے یہاں مت آؤ، نمونہ ایک دفعہ چکھا جاتا ہے، بار بار نہیں لہٰذا جہاں دل چاہے وہاں جاؤ، مجمع جمع کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ہی مرید ملا تھا جلال الدین رومی مگر یہ ایک ہی لاکھوں مریدوں سے افضل تھا۔

اللہ والوں کو حقیر سمجھنے والا کبھی گناہوں کی دلدل سے نہیں نکل سکتا

اپنے شیخ کا ڈنکا سارے عالم میں پٹوا دیا۔ اگر آپ سے پوچھا جائے

کہ مولانا رومی کے کتنے پیر بھائی تھے، تو کسی مرید کا پتہ نہیں ملے گا، ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت کے ان کی زبان سے اللہ نے کہلوائے، اسی لئے یہ مت سمجھئے کہ مجمع زیادہ ہونے سے عزت ملتی ہے، عزت تو خدا کے ہاتھ میں ہے، کسی کو بھی حقیر مت سمجھیں، جس اللہ والے سے آپ کا دل ملے، اس کی کشتی میں بیٹھ جائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں جو لوگ بیٹھ گئے وہ طوفان سے بچ گئے اور جنہوں نے ان کا مذاق اُڑایا کہ ابھی تک تو نبی بنے تھے اب بڑھئی بھی بن گئے۔ آپ علیہ السلام جنگل میں کشتی بنا رہے تھے کیونکہ پانی تو تھا ہی نہیں، طوفان اور سیلاب تو بعد میں آیا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ بارہ سو گز لمبی اور ساٹھ گز چوڑی تھی اور دو سال میں بنائی تھی تو وہ کافر، گمراہ لوگ جو نبوت کے مقام سے ناواقف اور نابلد تھے، جن کافروں نے نبی کو حقیر سمجھا، کشتی کو حقیر سمجھا، وہ غرقِ آب ہوئے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج بھی اللہ والوں کی کشتیاں موجود ہیں، گمراہی کا طوفان اور سیلاب پھیلا ہوا ہے، جو شخص ڈوبنے سے بچنا چاہتا ہے کسی اللہ والے کی کشتی میں بیٹھ جائے، یہ مولانا رومی کہتے ہیں میں نہیں کہتا، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

ہیں برادر کشتی بابا نشیں

اے بھائیو! بابا کی کشتی میں بیٹھ جاؤ مگر کون سے بابا جو سنت اور شریعت کے پابند ہوں، کہیں آپ لنگوٹی باز بابا کے پاس مت پہنچ جانا جو چرس کی کش مارتے ہیں۔ آج کل بابا ایسے کو بھی کہتے ہیں کہ مکھیاں اس کے پاس بھنک رہی ہوں، نماز روزہ نہ کرتا ہو، تو مقدمہ باز لوگ پہنچتے ہیں کہ مقدمہ جتا دو بابا، آپ کو یہ حلوہ پوری ملے گی، آلو ملے گا اور اتنا کھانا ملے گا، سکھانے والے جو بھیجتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایسے ہی مت لوٹنا جب وہ بابا ماں بہن کی گالی دے دے تب سمجھ لو کہ کام بن گیا۔ اور یہ بابا کون لوگ ہیں؟ جو پاگل لوگ ہیں اور ظاہر بات ہے کہ پاگل کو

جب چھیڑا جائے گا تو وہ گالیاں دے گا، پاگل ہونے سے پہلے جو زندگی میں جیسا ہوتا ہے پاگل ہونے کے بعد وہی کام کرتا ہے، اگر حافظ قرآن یا دیندار کو اللہ پناہ میں رکھے دماغی طور پر کچھ ہو جائے یا بخار، بے ہوشی میں بھی بعض حافظ قرآن کو قرآن پڑھتے سنا گیا، بخار چڑھا ہوا ہے اور ہوش نہیں ہے مگر قرآن منہ سے نکل رہا ہے کیونکہ ہوش میں اللہ والا تھا مگر جو شخص ماں بہن کی گالیوں میں پیدا ہوا تو وہ پاگل ہونے کے بعد بھی منہ سے وہی نکالے گا۔ عجیب معاملہ ہے جب میں الٰہ آباد گیا تو ایک آدمی آ کر رونے لگا میں نے کہا کیا ہوا ہے؟ تو کہا کہ ہماری ماں کو ایک پاگل نے اٹھا کر پٹخا، گردن پر چھری پھیر دی تو میں نے کہا کیوں؟ تو بتایا کہ پاگل ہونے سے پہلے وہ قصائی کا کام کرتا تھا۔ اس نے سوچا کہ کوئی گائے مل گئی ہے، بس اس ظالم نے، ستر اسی سال کی بوڑھی ماں کو ختم کر دیا، پھر گرفتار ہوا اور قید ہو گیا۔ لہٰذا پاگل لوگوں سے ہوشیار رہو، ایسے باباؤں کے پاس مت جاؤ، ہوسکتا ہے کہ پہلے قصائی رہا ہو، مقدمہ تو بعد میں جیتو گے وہ بُغدا پہلے مارے گا۔

مجذوب سالک کا چپراسی ہوتا ہے

پاگلوں کی تو بات کیا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجذوبوں سے دعامت کراؤ، مجذوبوں کی دعا قبول نہیں ہوتی، یہ وہی کرتے ہیں جیسا انہیں حکم ملتا ہے، اگر سچا مجذوب ہے تو بھی کچھ مفید نہیں، قطب الارشاد جو دین پھیلا رہے ہیں، یہ اصلی قطب ہیں، ان کی صحبت سے دعا بھی ملے گی، اصلاح بھی ہوگی اور مجذوبوں سے کچھ نہیں ملے گا، مجذوب سالک کا چپراسی ہوتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو جب قتل کی دھمکی دی گئی تھی تو تھانہ بھون میں خانقاہ کے باہر غیبی طور پر دو مجذوبوں کا پہرا لگ گیا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت!

آپ ان سے مل تو لیجئے، جب سے آپ کو قتل کی دھمکی کے خطوط آ رہے ہیں تب ہی سے یہ مجذوب یہاں رہتے ہیں، باری باری سے ان کا پہرہ لگا رہتا ہے، تو حضرت تھانوی نے فرمایا کہ میں مجذوبوں سے کیوں ملوں؟ میری نظر تو جاذب پر ہے جو مجھ کو کھینچے ہوئے ہے۔ جاذب کے معنی ہیں کھینچنے والا اور مجذوب کے معنی ہیں کِھنچا ہوا۔ تو فرمایا کہ ہم کِھنچے ہوئے کو کیا دیکھیں، ہم تو جاذب پر نظر رکھتے ہیں، جس کو ہماری حفاظت کرنی ہے وہ جانیں اور ان کا کام جانے۔

طوفانِ گمراہی سے بچنے کا راستہ

اس لئے دوستو! ہمیشہ باہوش وحواس سنت وشریعت کے مطابق بابا کو تلاش کرو۔ اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر سن لیجئے ؎

ہیں برادر کشتی بابا نشیں

اے بھائیو! بابا کی کشتی میں بیٹھ جاؤ، یہ بابا کون لوگ ہیں؟ سنت وشریعت کے مطابق عمل کرنے والے ہیں۔ اور ایسا بابا تلاش کرو جس کا کوئی بابا بھی ہو، بغیر بابا والا بابا مت تلاش کرلینا، آج کل ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے کسی سے تربیت نہیں کرائی، نہ کسی سے بیعت کی، نہ کسی بزرگ سے تربیت حاصل کی اور انہوں نے بیعت شروع کردی یعنی ان کا کوئی بابا نہیں، کوئی نسبت نہیں، کوئی خاندان نہیں، شجرۂ مقطوعہ ہیں اور بابا بن گئے ہیں، یہ بابا یابیٰ کا کام کردے گا، یابیٰ معنی سرکش، یہ تو خود گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کردے گا کیونکہ اس کا پاور ہاؤس سے تعلق ہی نہیں ہے، یہ خود مربیٰ نہیں بنا اور مربی بن گیا۔

آج گمراہی کا طوفان ہے، خانقاہ سے باہر نکلتے ہی جہاں جاؤ سینماؤں کی ایڈورٹائز ہے، ہر طرف گندا ماحول ہے لیکن یہ طوفان حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان سے بڑھ کر نہیں ہے، گمراہی کے اس طوفان میں

آج بھی اللہ والوں کی کشتیاں موجود ہیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ؎

ہیں برادر کشتی بابا نشیں

اے بھائیو! بابا لوگوں کی یعنی اللہ والوں کی کشتی میں بیٹھ جاؤ اور ایک نصیحت اور فرمائی ؎

ضعفِ قطب از تن بود در روح نے

ضعف در کشتی بود در نوح نے

اگر اللہ والا بظاہر کمزور بھی نظر آتا ہو اور آپ محمد علی کلے کی طرح بڑے پہلوان ہوں تو یہ آپ مت سوچئے کہ میں تو دو من ڈھائی من کا باکسر ہوں، ہر جگہ کُشتی جیتتا ہوں، یہ مولانا پیر صاحب تو ہماری طاقت سے کم ہیں۔ فرمایا کہ ان کے جسم کی کمزوری کو مت دیکھو ان کی روحانیت کو دیکھو، اولیاء اللہ کا جسم تو کمزور ہو سکتا ہے ان کی روحانیت کمزور نہیں ہو سکتی، کشتی میں کمزوری ہو سکتی ہے کہ اتنے لوگوں کو لے کر کیسے جائے گی، لیکن کشتی بان یعنی، کشتی چلانے والے کمزور نہیں تھے، حضرت نوح علیہ السلام نبی تھے، لہٰذا کشتی کو مت دیکھو کہ اس کا میٹریل کیا ہے، کشتی چلانے والے کو دیکھو کہ کشتی بان کیسا ہے، حضرت نوح علیہ السلام اللہ کی رحمت تھے، صاحبِ وحی تھے، ان کی کشتی بسم اللہ کہنے سے چلتی تھی اور بسم اللہ کہنے سے رک جاتی تھی۔

کن لوگوں کا دین محفوظ ہوتا ہے؟

اس زمانہ میں بھی آپ دیکھ لیں کہ ان ہی کا دین محفوظ ہے جو کسی اللہ والے سے جڑے ہوئے ہیں، اور جو نہیں جڑے ہوئے ہیں اُن کے دین میں اور اِن کے دین میں آپ بہت فرق پائیں گے، چاہے تو تجربہ کرلو۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے حج میں ٹیپ ریکارڈ خریدا، قرآن شریف کی کیسٹ لگائی، اب وہ چلتا ہی نہیں، ان کے دل میں وسوسہ آ گیا کہ شاید مجھے کوئی گڑ بڑ مال مل گیا،

وہاں ایک بجلی کا کام جاننے والا تھا، اس نے ایک تار کو صحیح کر دیا، جب تار سے تار مل گیا تو آواز آنے لگی، تو اگر اللہ تعالیٰ سے بھی تعلق ڈھیلا ڈھالا ہوگا تو پھر وہاں سے آواز نہیں آتی ورنہ جس دن ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ سے قلب صحیح جڑ گیا تب آپ بھی یہی شعر پڑھیں گے جو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت کا حال بیان فرمایا، حکیم الامت نے تو نثر میں فرمایا تھا کہ الحمد للہ ہر وقت دل میں آواز آتی ہے کہ اشرف علی یہ کرو، اشرف علی یہ مت کرو۔ خواجہ صاحب نے اس کو نظم میں بیان کر دیا۔

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے
ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

اللہ والوں کے دل میں اللہ تعالیٰ الہام کرتا رہتا ہے کہ یہ کام مناسب نہیں ہے، اس کام سے بچو یعنی بندہ اور اللہ کے درمیان میں جو رابطہ ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اصحابِ کہف کے متعلق فرمایا کہ:

﴿وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾

(سورۃ الکھف، آیت ۱۴)

میں نے ان کے دلوں سے رابطہ قائم کر لیا تھا، رابطہ مضبوط کر لیا تھا۔ یہ رابطہ ملتا ہے جب اللہ سے تعلق قوی ہو جاتا ہے، پھر ہر وقت ایک نئی جان عطا ہوتی ہے، یہ وٹامن کھا کھا کر پسندرے، دودھ اور ڈبل روٹیاں کھا کر کتنی ہی طاقت پیدا کر لو مگر وہ جان عطا نہیں ہوتی جو اللہ تعالیٰ کے تعلق سے قلب کو سکون و چین نصیب ہوتا ہے۔

تعلق مع اللہ کا کشتہ

حکیم الامت کو ایک شخص نے کانپور میں دیکھا کہ بڑے صحت مند، سرخ و سپید چہرہ پر رونق و تازگی اور نورِ تقویٰ تھا۔ تو اس ظالم نے خواجہ صاحب سے پوچھا کہ بھئی! تمہارے پیر کون سی بُوٹی کھاتے ہیں، کون سا کُشتہ کھاتے ہیں؟ خواجہ صاحب نے جا کر حکیم الامت سے عرض کر دیا کہ ایک شخص پوچھ رہا تھا کہ تمہارے پیر کون سی بُوٹی، کون سا کُشتہ کھاتے ہیں کہ ایسے تندرست نظر آتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کہہ دینا کہ اشرف علی کے پاس تعلق مع اللہ کا کُشتہ ہے، جس کی وجہ سے انسان قلب میں ہر وقت عجیب عجیب بہاریں دیکھتا ہے۔

ایک آرزو کی شکست سے اللہ تعالیٰ بے شمار جانیں عطا کرتا ہے، مان لیجئے کہ آپ کے دل میں ایک خواہش پیدا ہوئی، وہ خواہش بہت ہی لذیذ ہے لیکن اس خواہش کو پورا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے اور آپ نے اس آرزو کے توڑنے کو اپنے اللہ کی مراد سمجھ کر اپنی مراد کو ذبح کر دیا کہ میری مراد ٹوٹ جائے، لیکن میرے اللہ کی مرضی قائم رہے تو اس پر کیا انعام ملتا ہے ۔

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد

مجاہدہ میں غم ضرور ہوگا، اللہ آدھی جان لے کر سو جان عطا کرتا ہے، صوفیوں کو سالکوں کو مبارک ہو کہ یہ بری بری خواہشات، آنکھوں کی حسینوں سے حفاظت اور کانوں کی گانوں سے حفاظت، زبان کی جھوٹ بولنے اور غیبت سے حفاظت، پردہ شرعی کا گھر میں اہتمام، تصویروں کو گھر سے نکالنا، ٹیلی ویژن کو گھر سے بھگا دینا اور وی سی آر کو گھر میں نہ رہنے دینا، چہرہ پہ ڈاڑھی رکھ لینا اور ڈاڑھی کو ایک مشت رکھ لینا، پاجامہ کو ٹخنوں سے اوپر کر لینا اور ماں باپ سے بدتمیزی نہ کرنا، غرض یہ کہ پوری شریعت کو حتی المقدور قائم کرنا اس پر کیا انعام ملے گا؟ اس کا انعام یہ ملے گا کہ

اللہ تعالیٰ آپ کو سوجانیں عطا کردیں گے اور آپ ہر وقت مست وشاد رہیں گے۔

جسم فانی کی وضع قطع کی حقیقت اور وضعِ صالحین کی عظمت

کہاں گالوں کے چکر میں پڑے ہوئے ہو، قبروں میں جا کر دیکھو کہ ان گالوں کا کیا حشر ہے، جس دن جنازہ قبر میں اترے گا یہ گال کیڑے کھا جائیں گے، لہٰذا ان پر جلدی سے اللہ کے نبی کی سنت کی کھیتی جمالو، یہ گال آپ کے نہیں ہیں، ایک دن یہ زمین آپ سے چھن جائے گی، کھیتی بھی چھن جائے گی، پھر کیا بوؤ گے؟ جب گال قبروں میں سڑ جائیں گے پھر کیسے ڈاڑھی جماؤ گے، وہاں اب کیا رہ گیا جو کہتے تھے کہ صاحب بغیر ڈاڑھی کے گال بہت اچھے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے تو جنت میں ڈاڑھی نہیں ہوگی۔ کلین شیو رہنے کا یہ مزا وہاں لے لینا۔ ایک بیوقوف نے کہا کہ ڈاڑھی منڈانا تو قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اس سے پوچھا کہ بتاؤ کون سی آیت ہے؟ اس نے کہا:

﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾

(سورۃ التکاثر، آیت۳)

كَلَّا سَوْفَ، كَلَّا، معنی کلّہ یعنی گال صاف کردو۔ ذرا دیکھئے اس کی جہالت، کم عقلی اور کم علمی، اس نادان کو معلوم نہیں کہ یہاں تو كَلَّا کے معنی ہیں ہرگز نہیں تم عنقریب جان جاؤ گے كَلَّا کے معنیٰ اُردو والا کلّہ نہیں ہے، ہمارے ادنیٰ طالب علم سے پوچھ لو کہ كَلَّا کے معنی ہیں ہرگز نہیں۔ بہرحال یہ گال بھی ہم سے چھننے والے ہیں اور بال بھی چھننے والے ہیں جن بالوں کو دکھانے کے لئے انسان ننگے سر رہتا ہے، یہ قبروں میں کیڑے لئے پھریں گے، آج کل انگریزی بال رکھ کر اس لیے ننگے سر رہتے ہیں تا کہ دوسرے ہمارے بالوں کو دیکھیں اور ان کے بال کے جال میں پھنسیں۔ بھئی! ٹوپی پہننا صالحین کی وضع ہے، نیک بندوں کی وضع

ہے،ٹوپی فرض واجب نہیں ہے لیکن نیک بندوں کی وضع ہے۔اللہ کے پیاروں کی شکل وصورت میں رہو بس آپ کو یہی پہچان کا تھرمامیٹر دے دیا، زیادہ دلیلیں مت پوچھا کرو، بس یہ دیکھو کہ اللہ کے پیارے کس طرح رہتے ہیں، بس اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کی شکل وصورت اختیار کرو، اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کچھ غم ہو مثلاً ڈاڑھی رکھنے پر کچھ لوگ چڑائیں گے کہ ارے ملا بن گیا، آخر مولویوں کا سایہ پڑ ہی گیا، کیوں خانقاہ جاتا تھا، دیکھو ڈاڑھی رکھ کر کیسی شکل بنالی، تو ان سے کہہ دو؎

اے دیکھنے والو مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

بتایئے! سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی تھی یا نہیں؟ لہٰذا اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اے میری بی بی! اگر تم کو ڈاڑھی سے نفرت ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ مبارک سے بھی نعوذ باللہ نفرت ہے؟ قیامت کے دن تم شفاعت کی امیدوار ہو تو نبی کس شکل میں نظر آئیں گے، لہٰذا بیبیوں کو بھی چاہیے کہ اپنے شوہروں کو ڈاڑھی رکھنے کے لئے کہتی رہیں، اس کام میں ان کی مدد کریں کہ بھئی! تم ڈاڑھی رکھ لو، ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری شکل سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسی ہو جائے تا کہ قیامت کے دن تم یہ کہہ سکو؎

ترے محبوب کی یا رب! شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

بڑی بڑی مونچھوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اظہارِ ناپسندیدگی

جنہوں نے نیک بندوں کی شکل بنالی ہے وہ ایک بات اور سن لیں کہ مونچھوں کو کٹاؤ مگر ان کو منڈانا بھی صحیح نہیں ہے، بعض علماء نے منڈانے کو بدعت کہا ہے لہٰذا افضل یہ ہے کہ قینچی سے برابر کی جائیں، بڑی بڑی مونچھ والوں کو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایران کے دو سفیروں کو دیکھا جن کی مونچھیں بڑی بڑی تھیں اور ڈاڑھی منڈی ہوئی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرۂ مبارک ان سے پھیر لیا اور فرمایا کہ تمہیں دیکھ کر مجھے بہت تکلیف ہوئی اور دریافت فرمایا کہ تم نے کس کے حکم سے ایسا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے رب یعنی جو ایران کا بادشاہ ہے وہ یہی شکل پسند کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر ہمارا رب اس شکل کو پسند نہیں کرتا۔ اب بتاؤ، جس حالت میں جو مرے گا قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھایا جائے گا، آج کل اچانک ایمرجنسی ویزے آ رہے ہیں، ہارٹ فیل ہو رہا ہے، سعدی صاحب مولانا شمیم احمد مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ والے کے سگے بھائی، ان کو کوئی بیماری نہیں تھی، کسی قسم کا کبھی دل کا کوئی دورہ نہیں پڑا تھا، عصر کے بعد چائے پی رہے تھے، پیالی ہاتھ میں رہ گئی اور گر گئے، پینتالیس سال کی عمر تھی، بس دل کی حرکت بند ہو گئی۔ لہٰذا زیادہ وقت گذرنے کا انتظار مت کرو۔

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

ایک سانس بھی اللہ کی ناراضگی میں نہ بسر کرو، پتہ نہیں کس سانس میں بلاوا آ جائے، اگر کبھی نفس و شیطان بہکا دے تو جلدی سے توبہ کر کے اس کے اغواء کے جال سے نکل آؤ، ایک سانس بھی اس کے جال میں نہ رہو، ہوسکتا ہے کہ اسی حالت میں موت آ جائے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ اے اللہ! مجھے اپنے نیک بندوں کی شکل عطا کر دے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت عطا فرما دے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بھی عطا فرما دے۔

جان میں نئی جان کیسے آتی ہے؟

اب ایک شعر آپ کو سنائے دیتا ہوں جو فارسی کا ہے مگر بزرگانِ دین کا ہے، فرماتے ہیں ۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را

ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

اللہ کے حکم پر اپنے سر اور اپنی جان کی بازی لگا دو کہ اللہ کا حکم ہے، نبی کا حکم ہے، اللہ اور رسول کے حکم پر اپنا سرِ تسلیم خم کر دو، اللہ کے حکم کو تسلیم کر لو تو پھر کیا ملے گا؟ جب اللہ کے حکم کی تلوار کے سامنے اپنی گردن رکھ دی یعنی گناہ چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خنجر کے سامنے سر تسلیم کر لیا مثل حضرت اسماعیل علیہ السلام کے خنجر کے نیچے گردن رکھ دی۔ پھر اس کو کیا ملے گا؟ اس کی حرام خواہش تو پوری نہیں ہوئی، دل کشتہ ہو گیا۔ بری خواہش، گناہ کی خواہش کا مقصد کیا تھا کہ جان خوش ہو جائے، لیکن دوستو! گناہ سے جان کمزور ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سے دور ہو کر جان لعنت والی ہوتی ہے، اللہ کی رحمت نہیں لعنت برستی ہے اور جیسے جیسے یہ گناہ آگے بڑھے گا اس کی لعنت بڑھتی چلی جائے گی اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اپنے نفس کی خواہشات پر چھری چلا دی تو پھر کیا ملتا ہے؟ پھر جان میں جان آ جاتی ہے، مزہ آ جاتا ہے، ہر سانس میں نئی نئی جان عطا ہوتی ہے، آپ ان کے بن کے تو دیکھو ۔

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا

انہی کا انہی کا ہوا جا رہا ہوں

آپ کو ایک دن اللہ کا بننا ہے، بیوی بچے، کاروبار، دکان سب چھوڑنا ہے، قبر میں جب جنازہ اترے گا تو مجبوراً اللہ کا بننا پڑے گا لیکن وہاں کیا ہوگا؟ جب اللہ کی مرضی پر زمین کے اوپر نہ چلے تو زمین کے نیچے کیا ہوگا؟ عذاب اور حسرت و غم ہوگا کہ کاش دنیا میں اللہ کی مرضی پر چلتے۔ پھر عمل کرنا چاہو گے تو نہ کر سکو گے کیونکہ

دنیا دار العمل تھی وہ ختم ہوگئی اب تو دار الجزاء ہے۔ اس لئے عرض کرتا ہوں کہ اللہ کو راضی کر کے دنیا ہی میں ایسی سلطنت حاصل کرلو کہ ایسی سلطنت کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہے جس میں ہر سانس نئی جان عطا ہوتی ہے۔

عالم غیب سے اللہ کے سالکین کو، اللہ کے راستہ پر چلنے والوں کو اور اپنے نفس سے مقابلہ کرنے والوں کو ہر وقت نئی جان عطا ہوتی ہے، ہر وقت عالم غیب سے نئی نئی جان عطا ہوتی ہے، لہٰذا یہ نئی نئی جان لے لو یہی جان کام دیتی ہے جس جان سے اللہ راضی ہو اور جس جان سے اللہ ناراض ہے تو جتنا وٹامن کھاؤ اور بدن کو کتنا ہی موٹا تازہ کرلو کچھ کام نہیں آئے گا۔

ٹیکسلا میں ہمارے ایک دوست ہیں حکیم امیر احمد صاحب، بہت ہی دبلے پتلے ہیں، جسم میں گوشت ہے ہی نہیں ہڈی ہی ہڈی ہیں، لیکن بڑے مجذوب اور بزرگ آدمی ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ اس معاشرہ میں ہم کیسے دیندار رہ سکتے ہیں جب کہ معاشرے میں ہر طرف گناہ ہو رہے ہیں تو ہم معاشرے کے خلاف کیسے چل سکتے ہیں اور اتنے بڑے معاشرے کو بدلنا ناممکن ہے، اکیلا چنا بھاڑ کیسے پھوڑ سکتا ہے؟ تو اس مجذوب نے جواب دیا کہ اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا مگر خود تو پھوٹ سکتا ہے۔ آہ آہ! کاش کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہم اپنے کو فدا کردیں تو بس ہمارا کام بن گیا، دنیا بدلے یا نہ بدلے۔ کیا بات کہی اس نے کہ اکیلا چنا تو بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا مگر خود تو پھوٹ سکتا ہے، جیسے کوئی شہید ہوگیا تو وہ اللہ کے راستہ میں پھوٹ گیا، اس کا کام بن گیا، اللہ کے راستہ پر جان دے دو بس ان شاء اللہ کام بن گیا۔ ایک دفعہ وہ مجذوب حکیم صاحب دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ اپنے بڑے بڑے ہاتھوں سے میرے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں عطا کردیجئے اور اپنے ہاتھوں کی

طرف اشارے بھی کررہے تھے، لیکن آپ مجذوبوں کے اشاروں کی نقل مت کرنا، بس اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یا اللہ! یہ میرے چھوٹے چھوٹے ہاتھ آپ کے بنائے ہوئے ہیں، آپ اپنی رحمت سے عطا فرمادیں۔

ایک بزرگ کی دعا مجھے بہت پسند آئی کہ اے اللہ! آپ کا بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے ہم پر اتنی مہربانی کردیجئے۔ بڑی پیاری دعا ہے، یہ دعا مجھے بہت پسند ہے، دنیا میں دو دعائیں مجھ کو بہت پسند آئیں، نمبر ایک اللہ سے اللہ کو مانگنا، اس سے بڑھ کر مجھے کوئی دعا لذیذ نہیں۔ نمبر دو یہ کہ اے اللہ! آپ کا نام بہت بڑا ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنا ہم پر رحم کردیجئے، سبحان اللہ! کیسی پیاری دعا ہے۔

اکابِر کے بعد اصاغِر ہی سے دین کا کام لیا جاتا ہے

اچھا بھئی! آج کا مضمون ختم ہوگیا۔ میرے عمرہ کا انتظام ہورہا ہے لٰہذا ہوسکتا ہے کہ اگلے جمعہ کو ملاقات نہ ہو لٰہذا آپ لوگوں سے دعا کے لئے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سب کام بنادے اور عمرہ کے لئے اللہ کے گھر جانے میں آپ کا بھی فائدہ ہے کیونکہ میں وہاں جا کر اپنے اللہ سے آپ لوگوں کے لئے مال مانگ کر لاؤں گا جیسے بابا دادا کے پاس جائے اور دادا مالدار ہو تو سب کچھ دے دیتا ہے۔ میں بھی وہاں مانگوں گا اور اپنے ربا سے مانگ کر ان شاء اللہ لاؤں گا اور۔ میری غیر موجودگی میں یہاں بیان مولانا مظہر صاحب کرتے رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ وہ بھی میرے شیخ و مرشد مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے خلیفہ ہیں، مسجد نبوی میں ان کو اجازت دی گئی ہے، مطلب یہ کہ میرے جانے کے بعد آپ خانقاہ کو بالکل سنسان و ویران نہ کردیں، یہ حقِ محبت کے خلاف ہے، اس لئے خانقاہ کو

آباد رکھئے، ان کی بات سے بھی ان شاء اللہ نفع ہوگا، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دل اور زبان دونوں عطا کردے کیونکہ جب بڑے بوڑھے مرتے ہیں تو پھر بچے ہی کام کرتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ شاہ عبدالغنی صاحبؒ زندہ تھے آج ان کی جگہ پر ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، بڑے جب جاتے ہیں تب چھوٹے دین کا کام کرتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کتنے مرید یہاں بیٹھے ہیں، جب بڑے چلے جاتے ہیں تو چھوٹوں سے ہی کام لیا جاتا ہے، یہ کرسی اللہ تعالیٰ خالی نہیں رکھتے، قیامت تک یہ کرسیاں بھری رہیں گی۔

اب دعا کرلیں کہ اے اللہ! اولیاء اللہ کو جو ہر وقت نئی جانیں نصیب ہورہی ہیں ہم سب کو بھی نصیب فرما۔

دست بکشا جانب زنبیل ما

ہماری جھولی کی طرف اپنے کرم کا ہاتھ بڑھایئے اور اپنے کریم ہونے کے صدقہ میں، ہم سب کو اللہ والا بنادیجئے، برے کاموں سے، گندے کاموں سے سخت کراہیت اور اپنی خصوصی حفاظت نصیب فرمادیجئے۔ اے خدا! ہم سب کو اولیاء اللہ کے زُمرہ میں شامل فرمالیجئے، ہمارا منہ چھوٹا ہے، کہتے ہوئے شرم بھی آتی ہے لیکن ہم آپ سے نہ مانگیں تو کس سے مانگیں؟ آپ کریم ہیں، آپ کی رحمت سے ہم فریاد کرتے ہیں کہ ہم نااہلوں پر فضل کردیجیے، آپ نیکوکاروں کے بھی رب ہیں اور ہم گنہگاروں کے بھی رب ہیں۔ اے اللہ! ہماری تمام اصلاحات فرمادے اور ہم میں سے جس کو جو پریشانی ہو اس کی پریشانی دور کردے، عورتوں کو، بیٹیوں کو اور جو سامعات یہاں آتی ہیں اور جو سامعین کرام ہیں اللہ! ہم میں سے ہر ایک بیمار کو شفاء کامل عاجل مستمر عطا فرمادے اور جس کو روزی کی پریشانی ہو اس کو روزی عطا فرمادے۔ یا اللہ! جن کی بیٹیوں کی شادیاں رکی ہوئی ہیں ان کو بہتر رشتہ

عطا فرمادے، یااللہ! جن کے بیٹے نالائق ہورہے ہوں، ان کی اولاد کو لائق بنادے، جن کی بیٹیاں ہوں ان کو بھی لائق بنادے۔ یا اللہ! اپنی رحمت سے جو بے روزگار ہوچکے ہیں، ان پر روزگار اور رزق کے دروازے کھول دے، جن کے دل میں ہر وقت پریشانی، وسوسے، غم حزن اور مایوسیاں طاری ہوں یااللہ! ان کے دلوں میں امیدوں کے بے شمار چاند اور بے شمار آفتاب روشن کردیجئے۔ اور سب سے بڑھ کر اپنی رحمت سے ہم سب کو اللہ والا بنادیجئے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ